محمد یوسف

پی ایچ۔ڈی (سکالر) شعبہ اردو

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد

ڈاکٹر سائرہ بتول

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد

سماجی فعالیت اور بلونت سنگھ کی ناول نگاری

Abstract:

Social Functionalism primarily defines the structure of human society and the specific function so social institutions onan organic basis. The social institutions of a societyare Family, Education, Politics, Religion and Economy. Every component of society interacts with other institutions on the basis of functions. In functionalism the individual lives on the basis of his social action. Social values and internal motivations have an equal effect on an individual, s action. The main elements of social functionalism are motivation and value oriented. The motivational elements are divided in cognitive, cathartic and evaluative. The values elements are cognitive, appreciative and moral. The article will discuss the elements of social functionalism in Balwant Singh's famous Urdu novels, Rar Choror Chand, Chak Payrian KaJasa and Kalay Koss. The study will emerge in a new light in the context of social Functionalism.

Key Words: Functionalism, structure, organic, social institutions, social action, cognitive, cathartic, evaluative, cognitive, appreciative, moral

سماجی فعالیت یا معاشرتی وظائفیت انسانی معاشرے کی ساخت، تشکیلی عناصر، سماجی اجزاء کے وظائف اور حرکیات کی عضویاتی تشریح کا طریقہ کار ہے جس میں فرد اور سماج کے باہمی تعلقات زیر بحث آتے ہیں۔ سماجی فعالیت کے لیے انگریزی زبان میں(Functionalism)کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ فعالیت عمرانی نظریہ سازی کے علاوہ فنِ تعمیر میں مخصوص طرز تعمیر کے اصولوں، علم زبان (Functional

(Linguistics)میں زبان کے مخصوص ڈھانچے،نفسیاتی علم میں دماغی ساخت اور حیاتیاتی علم میں عضویاتی ترتیب کے لیے بھی مستعمل ہے۔سماجی فعالیت میں اسے ساختیاتی مطابقت Structural (Consensus) کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں جہاں معاشرتی ساخت، سماجی اداروں کی تنظیم اور وظائفیت کے علاوہ معاشرے اور فرد کے ربط وارتباط کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔انسانی معاشرے کی ساخت اور سماجی اداروں کی وظائفیت کے لیے انسانی جسم کو مماثلت کی بنیاد پر بطور نمونہ سامنے رکھا جاتا ہے۔انسانی معاشرے کی وظائفی تشریح(Organic analogy)سماجی فعالیت کی بنیادی فکر ہے۔کلاسیکی فعالیتی مفکرین نے انسانی معاشرے کو زندہ عضویہ تصور کرتے ہوئے حیاتیاتی بنیادوں پر انسانی معاشرے کی حرکیات کو قابل فہم بنایا۔ان کا خیال تھا کہ جس طرح انسانی جسم میں تمام اعضاء ایک نظام کے ساتھ منسلک ہو کر اپنا فعل سرانجام دیتے ہوئے کل کی تشکیل کرتے ہیں جہاں ہر جزو انفرادیت کے باوجود کل کا محتاج ہے،اسی طرح انسانی معاشرہ بھی اپنی تشکیل مکمل کرتا ہے۔انسانی جسم میں ہر عضوء کا اپنا ایک مخصوص وظائف ہے جس کی انجام دہی کے لیے کل یعنی جسم کا ڈھانچہ درکار ہوتا ہے اسی طرح انسانی معاشرے کے اجزاء میں بھی کل کا تصور پایا جاتا ہے۔انسانی معاشرے میں سماجی حرکیات کی نوعیت اور انسانی جسم کے اجزاء کا وظائفی اشتراک و مماثلت ہی سماجی فعالیت کا بنیادی نکتہ ہے جس پر سماجی فعالیت کی بنیادیں استوار ہوئیں۔سماجی فعالیت کے مفہوم کو جارج رٹزر (George Ritzier) نے عمرانی انسائیکلوپیڈیا میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

> "Functionalism has a long history, nineteenth century sociologists were greatly impressed by the way in which the various elements of a society were interdependent and they often explained this interdependence in term of evolutionary theory or organic analogy. Just as the heart has a function of circulating the blood, so also do social institutions have function for society as a whole."[1]

> "سماجی فعالیت کی تاریخ طویل ہے،انیسویں صدی کے ماہر عمرانیات اس بات سے گہرے متاثر تھے کہ معاشرے کے مختلف اجزاء باہم جڑے ہوئے ہیں اور وہ اکثر اس باہمی جڑت کو عضویاتی نظریے یا نامیاتی مماثلت کی اصطلاح میں بیان کرتے تھے۔جسم میں ترسیل خون جس طرح دل کا وظائف ہے یوں ہی سماجی ادارے معاشرتی کل میں اپنا وظائف رکھتے ہیں۔"

سماجی فعالیت کے بارے میں ڈاکٹر ایس آر لیسی رقم طراز ہیں۔

"The functionalist perspective, also called functionalism, is one of the major theoretical perspective in sociology. It has its origins in the work of Emile Durkheim who was especially interested in how social order is possible or how society remains relatively stable. Functionalism interprets each part of society in term of how it contributes to the stability of the whole society. Society is more than the sum of its parts, rather, each part of society is functional for the stability of the whole society"[۲]

"فعالیت کا تناظر سماجی فعالیت بھی کہلاتا ہے، جو عمرانیات کی نظریہ سازی میں اہم تناظر ہے۔اس کی ابتداء ایمائیل ڈرخائم کی فکر میں سامنے آتی ہے جو اس بات میں دل چسپی لیتا تھا کہ سماجی استحکام کی خاطر سماجی ترتیب کیسے ممکن ہوتی ہے۔سماجی فعالیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ سماجی استحکام کی خاطر تمام سماجی اجزاء کس طرح مل کر کام کرتے ہیں۔سماجی فعالیت کسی ایک جزو کے وظائف کے بجائے تمام سماجی اجزاء کے استحکام کا وظائف بیان کرتی ہے۔"

سماجی فعالیت کی نظریہ سازی پر سنجیدگی سے کام انیسویں صدی میں شروع ہو گیا تھا جس میں آگسٹ کومٹ سے رابٹ مارٹن تک کا عہد بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔یوں تو انسانی معاشرے کو انسانی جسم کی بنیاد پر سمجھنے کی کاوش قدیم یونانی عہد تک پھیلی ہوئی ہے لیکن فعالیتی فکر سے فعالیتی نظریہ سازی کا عہد الفرابی اور اگسٹ کومٹے کے درمیان اپنی انفرادی پہچان رکھتا ہے۔ابو نصر الفارابی (870-950) کی فکریات میں انسانی معاشرے کا نامیاتی تصور اپنیا بتدائی صورت میں ابھرتا ہے۔اس کے نزدیک انسانی معاشرے کے قیام کا مقصد انسانی ضروریات کی تکمیل اور انسان کی فطری خواہش کا اظہار ہے۔اس نے کامل اور غیر کامل اجتماع کے علاوہ اجتماع صغری، اجتماع وسطی اور اجتماع کامل کو انسانی فعالیت کے تناظر میں پیش کیا۔الفارابی نے "المدینہ الفاضلہ" میں افلاطون کی مانند ایک مثالی ریاست کا تصور پیش کرتے ہوئے ریاستی اجزاء کو انسانی جسم کے مماثل قرار دینے کی روایت ڈالی۔اس میں سماجی فعالیت کی خاطر تمام ریاستی حصے آپس میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔الفاربی کی اس فکر کے بارے میں پروفیسر غازی علم الدین لکھتے ہیں۔

"جس طرح ایک جسم تمام اعضاء کے باہمی تعاون سے اپنا فعل جاری رکھتا ہے، اسی طرح ایک ریاست بھی کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔اس کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ تمام اجزاء ایک دوسرے سے تعاون کریں اور اپنا اپنا کام خوش اسلوبی سے انجام دیں۔جسم کے مختلف اجزاء مختلف درجہ اہم ہوتے ہیں اسی طرح ریاست کے تمام اجزاء اہمیت میں ایک دوسرے سے کم یا زیادہ درجوں پر فائز ہیں۔۔ریاست میں (رئیس اول) اس کی وہی حیثیت ہے جو ایک جسم میں دل کو حاصل ہے۔"[۳]

الفارابی کی طرح امام الغزالی(1058-1111) کے ہاں بھی گروہی زندگی، انسانی اشتراک، سماجی زندگی کی اہمیت، سماجی اداروں کا وجود اور سماجی عمل کے تصورات بھی سماجی فعالیت کے پہلو ہیں جہاں معاشرہ شناسی کی فکری کوشش موجود ہے۔ان کے ہاں انسانی معاشرے کی فعالیت میں فرد کے کردار کو خاص اہمیت حاصل ہے۔فرد کا سماجی کردار، پیشہ ورانہ مہارت، پیشوں کی تقسیم اور سماجی خیر خواہی میں مذہبی فرائض کا درجہ ان کی وظائفی فکر کا آئینہ دار ہے۔سماجی فعالیت کے بنیاد گزاروں میں ابن خلدون(1332-1406) کا "نظریہ العصبیہ" بھی اہم نوعیت کا فکری اضافہ ہے۔اس کی فکر میں انسانی معاشرے کی تشکیل میں احتیاجات اور متنوع ضرورتوں کا عمل دخل، غذائی فکر، دفاع کا جبلتی رجحان، سامان تعیش اور شہری آبادکاری لازمی عوامل ہیں۔اس نے انسانی معاشرے ہیں حرکیات کو فرد کی طبعی زندگی میں سمونے کی کوشش کی۔ابن خلدون کی معاشرہ شناسی میں طفولیت، شباب اور بڑھاپے کے مراحل عضویاتی بنیاد پر سماجی تفہیم کی کوشش بن کر سامنے آتے ہیں۔العصبیہ Social (Solidarity) ایمائیل ڈرخائم کے سماجی استحکام سے کافی حد تک مماثلت رکھتا ہے۔اس کے علاوہ سماجی تغیر، ثقافتی نفوذ اور ثقافت پذیری جیسی اصطلاحات سماجی فعالیت میں بنیادی نوعیت کے اضافہ ہیں۔شاہ ولی اللہ (1703-1762) کے ہاں بھی فعالیتی فکر کا رجحان موجود ہے۔شاہ ولی اللہ بھی دیگر مسلمان مفکرین کے تتبع میں معاشرہ شناسی کے اسلامی تصور سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ان کی فکر میں حیوانی ضروریات، حفاظت نفس اور بقائے نسل کی خاطر اجتماع انسانی کا عمل ممکن ہوتا ہے۔ان کی فکر میں بھی ارتقاء سماج کے لیے عضویاتی مماثلت کے اشارے موجود ہیں۔سماجی اداروں کے وظائفی پہلو میں معیشت ان کے ہاں اجتماع انسانی کا غالب محرک ہے۔افراد معاشرہ کی سماجی ضروریات انسانی یگانگت اور ربط واشتراک میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ان کے نزدیک معاشرے کا ارتقائی عمل فرد کے عضوی ارتقاء کی مانند ہوتا ہے جس کے اپنے مخصوص اصول ہیں ان کو شاہ ولی اللہ "ارتفاقات" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ان کے عضوی تصور کو پروفیسر غازی علم الدین بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "قوم ایک عضویہ کی مانند ہے جس کے جملہ اعضاء ایک دوسرے سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔اس کے کسی حصے کے متاثر ہونے سے پورا عضویہ متاثر ہوتا ہے یہی قومی یک جہتی، قومی کردار اور قومی تشخص کو جنم دیتی ہے۔جب لوگ آپس میں معاملات کریں گے اور ہر شخص کا پیشہ جدا ہوگا اور پھر ہر ایک دوسرے کا محتاج ہوگا تو تبادلہ اور باہمی تعاون کی صورتیں پیدا ہوں گی۔"[۴]

انسانی معاشرے کو نامیاتی بنیادوں پر سمجھنے کی فکر نے سماجی فعالیت کے ابتدائی خدو خال تراشے جن میں باقاعدہ نظریہ سازی کا رجحان موجود نہیں لیکن فعالیتی فکر نمایاں طور پر واضح ہے۔ سماجی فعالیت کی جانب پہلی باقاعدہ سنجیدہ کوشش آگسٹ کومٹے (Auguste Comte)(1798۔1857) نے کی۔ وہ فرانس کا معروف فعالیتی مفکر تھا جس نے عمرانیات میں ثبوتیت کو فروغ دیا۔ انقلاب فرانس کی بدولت معاشرہ عدم استحکام اور سیاسی و سماجی ابتری کا شکار تھا۔ عمرانی مسائل کو سلجھانے کی فکر میں اس نے سماجی فعالیت کے ضمن میں ساخت اور وظائف کو متعارف کرایا۔ اس کی فکر میں انسان معاشرہ ایک عضو ہے جس کے اجزاء آپس میں مربوط ہیں۔ اس نے ساکن (Static) اور متحرک (Dynamic) جیسی اصطلاحات کو سماجی تنظیم اور وظائفی ربط کے تناظر میں پیش کیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ انسانی معاشرہ ایک زندہ عضوء کی طرح عالمگیر اجماع کے تحت Universal (Consenses) پر قائم ہے۔ ان کے ہاں سماجی فعالیت کی نظریہ سازی کا رجحان موجود ہے جس کی مثال "تین مرحلوں کا قانون" اور نامیاتی مشابہت ہے۔

ہربرٹ اسپنسر (Herbert Spencer)(1820۔1903) نے انگلستان میں سماجی فعالیت کو سمجھنے کی عضویاتی کوششوں کو پوری سنجیدگی سے اپنی فکر کا موضوع بنایا۔ انگلستان کے صنعتی انقلاب میں فرانس کی مانند گہری افراتفری پیدا نہیں کی البتہ سماجی شکست وریخت کا سلسلہ موجود رہا۔ اسپنسر کو حیاتیات سے خاصی دلچسپی تھی جس کی بنیاد پر وہ انسانی معاشرے کی عضویاتی تشریح پر یقین رکھتا تھا۔ اس نے کئی نامیاتی نمونے بنانے کو کوشش کیا۔ 1860 میں اس کا مضمون (The social organism) سماج کی نامیاتی بنیادوں میں نئی فکر کا اظہار تھا۔ اس نے معاشرے کو اعلیٰ عضویہ (Superorganic) قرار دیا۔ اس کے بارے میں ریما بھاٹیا لکھتے ہیں۔

> "Spencer compared society to a human body. Just as the structural parts of human body the skeleton,muscles and various internal organs functioninterdependently to help the entire organism survive social structure work together to preserve society.[۵]

> "اسپنسر نے معاشرے کو انسانی جسم کی مانند قرار دیا۔ جس طرح انسانی ڈھانچے کے اجزاء کھوپڑی، پٹھے اور مختلف دوسرے عضو اندرونی طور پر مل کر پورے جسم کو بچاتے ہیں، اسی طرح سماجی ڈھانچہ معاشرتی بقاء کے لیے مل کر کام کرتا ہے۔"

انسانی ربط وارتباط اور اجتماع کو سمجھنے کی کوشش میں سماجی فعالیت کے نظریات اپنی جدت کے ساتھ سامنے آتے رہے۔اب تک انسانی معاشرے کی ساخت اور اجزاء کی مبہم صورت سامنے آئی لیکن معاشرتی اجزاء کو انفرادی پہچان مہیا نہ ہوسکی۔اس ضمن میں ایمائیل ڈرخائم(Emile Durkheim).(1858-1917)نے سماجی فعالیت کو ساختیاتی اور وظائفی حوالے سے نئی فکر مہیا کی۔اس نے سماجی اداروں کو ان کے وظائف کی صورت میں بیان کیا۔وہ بھی انسانی سماج کو عضویاتی بنیادوں پر سمجھنے کا قائل ضرور تھا لیکن اس نے خاندان،مذہب،معیشت،سیاست اور تعلیم کو بڑے سماجی ادارے ظاہر کیا جن کے اپنے مخصوص وظائف ہیں۔خاندان بچے کی پیدائش ونگہداشت کا ضامن ہے تو مذہب کا وظائفی پہلو اس میں انسانی جڑت اور روحانی تسکین کے لیے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔اسی بچے میں علوم وفنون کے ساتھ اخلاقیات واقدار تعلیم کا وظائف ہے تو انسانی ضروریات کی فراہمی و تقسیم معیشت کے وظائف ہیں۔پورے انسانی معاشرے میں ایک استحکام اور یگانگت کو فروغ دینا سیاست کا وظائف ہے۔ان تمام بڑے اداروں میں کئی ضمنی معاشرتی ادارے اپنا مخصوص وظائف سر انجام دیتے ہوئے سماجی فعالیت کو وجود بخشتے ہیں۔ڈیوِر ڈیشلے نے ایمائل ڈرخائم کی اسی فکر کے بارے میں لکھا ہے۔

> ''For Durkheim, the familial, political, economic, religious, educational all other institutional aspects of society are working.''(۱)

> "ڈرخائم کے مطابق خاندان،سیاست،معیشت،مذہب،تعلیم اور دوسرے اداراتی پہلو معاشرے میں کام کرتے ہیں۔"

ڈرخائم نے سماجی فعالیت کو عضویاتی مماثلتوں سے آزاد کرتے ہوئے ایک ساخت اور ڈھانچے کو سامنے لایا جس میں معاشرے کو کلیدی مقام ضرور حاصل ہوا جہاں فرد کی حیثیت بے معنی ہوگئی لیکن سماجی فعالیت میں نظریہ سازی کی سنجیدہ کوشش سامنے آئی۔اس نے معاشرتی حقائق، معاشرہ، معاشرتی اجزاء، اخلاقیات،اجتماعی ضمیر، معاشرتی لہریں، حرکی کثافت اور علامت پرستی کو نئی پہچان مہیا کی۔

میکس ویبر(Max weber)1864ء-1920 سماجی فعالیت میں فرد کی انفرادی پہچان کا علمبردار تھا۔اس نے سماجی عمل کو بنیاد بناتے ہوئے اس حقیقت کو بیان کیا کہ فرد ایک سماجی اکائی ہے جس کا سماجی عمل ہی فعالیت کا بنیادی نکتہ ہے۔اس نے سماجی عمل کو ایسے رویے قرار دیا جو ایک یا زائد افراد کے رویوں کے ساتھ موضوعی توضیح کا شعور رکھتا ہو۔اس کی فکر میں سماجی عمل کے مخصوص اہداف اور محرکات ہوتے ہیں جو سماجی حرکیات کو

ممکن بناتے ہیں۔اس نے سماجی عمل کے لیے عقلی ادراک(Means ends rationality)،اقداری ادراک(value rationality)،جذباتی عمل(Affectual action)اور روایتی عمل (Traditional Action)کواہم قرار دیا، جس سے ویبر کی مراد تھی کہ فاعل اپنے سماجی عمل کے دوران آگہی،اہداف اور میسر ذرائع کا ادراک رکھتا ہے۔ میکس ویبر نے سماجی فعالیت میں فرد کو شامل کرتے ہوئے نئی نظریہ سازی کا اظہار کیا۔میکس ویبراور ایمائیل ڈرخائم کی بدولت فرداور سماج کی معاشرتی اہمیت کوٹیلکوٹ پارسنز نے یکساں اہمیت دیتے ہوئے ایک اعتدالی کیفیت پیدا کی۔اس نے سماجی عمل کے نظریے کو نئی پہچان مہیا کرتے ہوئے سماجی نظام کو فاعل، فاعل کے سماجی تفاعل، تفاعل کے محرکات، معاشرتی صورت حال، ثقافتی حالات اور ماحول کوایک ساخت مہیا کی۔اس نے اپنی دو تصانیف سماجی عمل کی ساخت (Structure of Social action)اور سماجی عمل(social Action) میں سماجی فعالیت کو مضبوط دلائل سے انفرادی پہچان عطا کی۔پارسنز نے امریکہ میں سماجی فعالیت کی نظریہ سازی اور ارتقاء میں گراں قدر اضافہ کیا۔اس نے اپنےAGILماڈل میں مطابقت،اہداف،انضمام اور وظائف کو عالمگیریت قرار دیا جس پر تمام انسانی معاشرے فعالیت میں جڑے ہوئے ہیں۔ان کے بارے میں ٹرنر نے یوں وضاحت کی ہے۔

> "According to him there are five elements of social system namely individual actors, interaction of actors, motivation of interaction, situations and environment connected with interaction and cultural relation. All these elements are closely connected and inner linked with each other and infect social system is natural of interpretative relation"[(۷)]

"اس کے مطابق سماجی نظام کے پانچ عناصر ہیں جن میں انفرادی فاعل، فاعل کا سماجی تفاعل، تفاعل کی تحریک، معاشرتی صورت حال اور ماحول ثقافتی تعلق پیدا کرتے ہیں۔یہ تمام عناصر مضبوط داخلی نظام کے تحت جڑے ہوئے ہیں اور درحقیقت سماجی نظام ایک باہمی تعلقات کا نام ہے۔"

سماجی فعالیت میں 1922 کے لگ بھگ بشریات Anthropology کی شمولیت سے بھی سماج اور فرد کے باہمی تعلق کو ابھارا گیا۔میلونسکی (Mainowski) 1884۔1942 اور ریڈکلف براؤن(Radcliffe Brown) 1881۔1955 نے فرد اور سماج کے مابین ماحول کو کلیدی اہمیت دی۔ان دونوں نے جزائر میں قبائلی لوگوں کے درمیان رہ کر سماجی فعالیت کا بغور مشاہدہ کیا۔انھوں نے شادی، معیشت، خاندان، مذہب اور دیگر سماجی اداروں کے وظائف سمجھنے کی کوشش کی۔ میلونسکی نے انفرادیت کو اہمیت

دیتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ انسانی سماجی کی تشکیل میں فرد کی ضروریات کا سامان موجود ہوتا ہے۔ افراد کا فعالیتی کردار ضروریات سے عبارت ہے۔ اس کا نظریہ ضرورت (Theory of needs) اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ میلونسکی نے میلنسیا (Melanessia) میں جزائر ٹروبرانڈ (Trobriand) میں کئی برس صرف کیا جہاں ان لوگوں کے تمدن کا گہرا مطالعہ کیا اور یہ سمجھایا کہ ہر زندہ تمدن اپنے فرائضی منصبی ادا کرنے والا ایک مربوط کل یعنی ایک نظام ہے۔ اس کے تمام اجزاء ایک دوسرے سے منسلک ہیں جن کا مطالعہ بطور کل ہی ممکن ہے۔ اس کے برخلاف براؤن نے فرد سے قبل معاشرے کو اہمیت دی۔ اس کو سماجی فعالیت میں ساختیاتی ماہر تصور کیا جاتا ہے کیوں کہ اس نے سماج کو جسم کی مانند تصور کرنے کے بجائے اسے ایک دوسرے پر منحصر اجزاء اور باہم فرائض انجام دینے والے اداروں کا نظام قرار دیا۔ ان دونوں نے سماجی فعالیت کی نظریہ سازی میں نمونہ آبادی کا انتخاب کیا۔ ان کی بدولت فرانس، جرمنی اور امریکہ کے علاوہ برطانیہ میں بھی فعالیتی مباحث نئی شدت سے سامنے آئے۔ ان کے ہاں سماجی اقدار اور تہذیبی عناصر کا مطالعہ انفرادی پہچان بن کر ابھرا۔ ان کے بارے میں ٹرنر لکھتے ہیں۔

> "Malinoeski,s functionalism is often termed as individualistic functionalism because of its treatment of social and cultural systems as collective responses to fundamental biological needs of individuals modified by cultural values. Red Cliffe Brown rejected Malinoski's individualistic functionalism and following the Durheim on tradition emphasized structural social relationships. Red Cliffe Brown focused primarily on the function of each element in the maintenance and development of a total structure" (۸)

"میلونسکی کی سماجی فعالیت کو اکثر انفرادی وظائفیت سے تعبیر کیا جاتا ہے چوں کہ اس کا سماجی اور تہذیبی فعالیتی نقطہ نظر بنیادی حیاتیاتی ضروریات اور ثقافتی اقدار کو اہمیت دیتا ہے۔ ریڈ کلف براؤن نے میلونسکی کی انفرادی وظائفیت کو رد کرتے ہوئے ڈرخائم کے تتبع میں ساخت اور سماجی تعلق داری پر زور دیا۔ ریڈ کلف براؤن نے کل نظام کی بحالی کے لیے ہر حصے کی وظائفی اہمیت کو اجاگر کیا۔"

ربٹ کے مارٹن (Robert K .Merton) نے سماجی فعالیت کو جدید رجحانات سے سمجھنے کی کوشش کی۔ اس نے وظائف کے معنوں کو مزید وسعت دیتے ہوئے ظاہری اور پوشیدہ وظائف کی دریافت سے سماجی فعالیت کو مستحکم کیا۔ وہ جہاں فعالیت کے عالم گیر تصور کا قائل تھا وہاں سماجی اداروں کی بدلتے حالات میں متبادلات

کو بھی سامنے لاتا ہے۔ سماجی فعالیت میں بنیادی اہمیت سماجی اجزاء کے باہمی ربط وارتباط ہی کو حاصل ہے۔ سماجی فعالیت میں فرد کے سماجی عمل کا مطالعہ جہاں ایک جہت کا عکاس ہے وہاں سماجی اجزاء کا وظائفی مطالعہ بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ بلونت سنگھ کے ناولوں میں سماجی اداروں کا فعالیتی کردار خاصے کی چیز ہے۔

بلونت سنگھ نے اردو ادب میں اپنی تخلیقی پہچان اور انفرادی مقام کی خاطر تین شاہکار ناول اور دو ناولٹ بھی تخلیق کیے۔ ان کے ناولوں میں چک پیراں کا جسا، رات چور اور چاند اور کالے کوس شامل ہیں۔ بلونت سنگھ کے نالوں میں سماجی فعالیت کے کئی عناصر شامل ہیں جن کے موجودگی میں ان کو فعالیتی فکر کا گہرا شعور رکھنے والا تخلیق نگار سمجھا جاسکتا ہے لیکن ہم ان کے ناولوں میں معاشرتی اداروں کی موجودگی اور وظائفی کردار کو شامل بحث کریں گے۔

خاندان کو سماجی فعالیت میں بنیادی سماجی ادارہ تسلیم کیا جاتا ہے جس کی بدولت فرد کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ خاندان کے بنیادی وظائف فرد کو سماجی تحفظ، روایات واقدار کی حفاظت، حیاتیاتی ضروریات کی فراہمی اور سماجی جڑت ہوتے ہیں۔ خاندان جیسا سماجی ادارہ ہی شادی اور دیگر ضمنی معاشرتی اداروں کا ضامن ہوتا ہے۔ بلونت سنگھ نے چک پیراں کا جسا" میں خاندانوں کے وجود اور سماجی وظائف کو پوری طرح اجاگر کیا جاتا ہے۔ ناول میں بگا سنگھ، سجن سنگھ، شیر سنگھ اور چنن سنگھ کے خاندانوں کا ذکر موجود ہے۔ بگا سنگھ اپنے خاندان کو تحفظ مہیا کرتے ہوئے چنن سنگھ کی دشمنی مول لیتا ہے۔ وہ اپنے یتیم ہونے والے بھتیجے جسا سنگھ کو تمام سہولیات مہیا کرتا ہے جس کے زیر اثر ہی جب وہ چنن سنگھ کی سازشوں سے گاؤں بدر ہوتا ہے تو جسا سنگھ اس کا وقار بحال کرتا ہے۔ جسا سنگھ ایک خاندانی جڑت کی خاطر ہی نہ صرف چک پیراں میں زمینوں کی بہتر دیکھ بھال کرتا ہے بل کہ چنن سنگھ کو شکست دے کر بگا سنگھ کو نئی پہچان مہیا کرتا ہے۔ چنن سنگھ اپنے دونوں بیٹوں کی دہشت قائم کرنے کے لیے جہاں بگا سنگھ کو گاؤں بدر کرتا ہے وہاں ان کے لیے پہلوان اور اکھاڑے کے علاوہ صورت سنگھ کی مدد سے جسا سنگھ کے قتل کی سازش بھی کرتا ہے۔ سجن سنگھ اپنی بیٹی کی خاطر جسا سنگھ سے دشمنی مول لیتا ہے۔ ناول " رات چور اور چاند " میں پالا سنگھ، نرنجن سنگھ اور جوالا سنگھ کے خاندان آپس میں الجھے ہوئے ہیں۔ پالا سنگھ کا والد ایک ڈاکے کے دوران قتل ہو جاتا ہے جس کے بعد ان کا خاندان نرنجن سنگھ کے مقابلے میں کمزور ہو جاتا ہے۔ نرنجن سنگھ اپنی بیوی چندر کور، بیٹی سرنوں اور بیٹے پورن سنگھ اور کرتار سنگھ کے لیے تمام ممکن سہولیات کو حاصل کرتا ہے۔ اپنی بیٹی کو تعلیم کی خاطر شہر بھیج دیتا ہے۔ جب اس کی بیٹی پرتھی پال سنگھ کے ساتھ محبت کرنے میں بدنام ہوتی ہے تو وہ انتہائی کرب سے گزرتا ہے۔ وہ نہر پار کے حوالدار بکرام سنگھ سے اس کی شادی نہایت آفسردگی میں طے کرتا ہے۔ پالا سنگھ کلکتہ کی

روشن زندگی کو چھوڑ کر اپنے خاندان کی نیک نامی کے لیے تمام مصائب اور تنگ دستی برداشت کرتا ہے۔ وہ تمام تر قوت کے باوجود شریفانہ زندگی بسر کرنے کی تگ ودو کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ناول "کالے کوس" میں درسا سنگھ، پشوار سنگھ، صورت سنگھ، سراج اور دل محمد ایک خاندان کی مانند آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ پشورا سنگھ اپنی بیٹی گوبندی اور بیٹے صورت سنگھ کی خواہشات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ درسا سنگھ اپنے خاندان کی بہ حفاظت ہندوستان منتقلی کے لیے جان تک قربان کرنے کیے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ سراج اپنی بیوی، ماں اور بہن کی پاکستان آمد کے لیے کرب، اذیت اور جواں مردی کی روشن مثال بن جاتا ہے۔ ریل کے سفر پر بلوائیوں کے حملے میں پشورا سنگھ اپنے خاندانی دفاع میں جان کی بازی لگا دیتا ہے۔

ایک مثال گوبندی کی سرحد پار سے واپسی کے دوارن پشورا سنگھ کی کیفیت سے پیش خدمت ہے۔

"گوبندی کو دیکھ کر اس کے والدین کا جو حال ہوا اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ مہندر روتی ہوئی گوبندی کے گلے سے ایسی لپٹی کہ دونوں کو الگ کرنا مشکل ہو گیا۔ پشوارے نے درسے کو شکر گزار آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا: "بیٹا! تم نے مجھے میری سب سے زیادہ قیمتی شے واپس لا دی ہے۔۔۔" درسا بولا: "اس میں میری کوئی بہادری نہیں ہے۔ چار گاؤں کے دوستوں اور میاں دل محمد کی مہربانی سے آج آپ گوبندی کا منہ دیکھ رہے ہیں"(۹)۔۔۔ پالا سنگھ کے خاندان کو کسی زمانے میں گاؤں بھر میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ روپے پیسے اور دبدبے کے لحاظ سے، لیکن جب برے دن آئے تو سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا۔۔ تھوڑی دیر بعد بچے شور مچاتے ہوئے گھر لوٹ آئے۔ صحن میں ایک اجنبی کو دیکھ کر وہ چپ ہو گے اور جب انہیں دلاسا دیا گیا کہ یہ آدمی ان کا حقیقی چچا۔۔۔ کالے کتے والا چچا ہے تو وہ شرماشرما کر اس کے قریب آنے لگے۔"(۱۰)

خاندان کی وظائفی اہمیت کے بارے میں ریما بھاٹیا لکھتے ہیں۔

"According to the structural functional approach, the family performs many vital tasks. For this, the family is often called the backbone of society. Family play following functions, socialization, regulation of sexual activity, social placement and emotional security.(۱۱)

"ساختیاتی فعالیت کے مطابق خاندان کئی اہم اہداف پورا کرتا ہے۔ اس لیے اکثر خاندان کو معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ خاندان مندرجہ ذیل وظائف ادا کرتا ہے جیسے سماج کاری، جنسی تشفی، معاشرتی مقام اور جذباتی ضمانت۔"

مذہب کو سماجی فعالیت میں دوسرا اہم معاشرتی ادارہ تصور کیا جاتا ہے۔ مذہب کا فعالیتی کردار روحانی تسکین کے ساتھ ربط واشتراک ہے۔ ویلم ایچ سواٹس Sociology of Religion میں سماجی فعالیت اور مذہب کے وظائفی پہلو کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> Society was interpreted primarily through the biological model, or "organismic" analogy of the body, wherein all the parts worked together to maintain the equilibrium of the whole. Religion was understood to be the glue that held society together.(۱۲)

"معاشرہ کے (وظائفی پہلو) کو کل نظام میں استحکام کی خاطر منسلک مختلف حصوں کے حیاتیاتی نمونے یا نامیاتی مماثلت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ مذہب کو معاشرتی جڑت میں ایک گوند سمجھا جاتا ہے۔"

بلونت سنگھ نے اپنے ناولوں میں سکھ مذہب کو تمام تر تفصیلات کے ساتھ نہایت احترام وعقیدت سے پیش کیا ہے۔ سکھ مذہب میں گرودوارے اور دھرم شالہ کو انسانی جڑت اور مذہبی عقیدت کے ساتھ بنیادی ضروریات کی فراہمی میں کلیدی مقام دیا ہے۔ ان کے ہاں گوردوارہ انسانی یگانگت، اشتراک، بھائی چارے، اخوت اور عالم گیر انسانی فلاح کا علم بردار ہے جہاں سے امن وآشتی کے فوارے پھوٹتے ہیں۔ اس کے علاوہ مذہبی تہواروں میں انسانی اشتراک کے مظاہر موجود ہیں۔ "چک پیراں کا جسا" میں انسانی اشتراک کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

> "ہری پورہ نامی گاؤں سے آدھا میل دور سکھوں کے گوردوارے میں سنگت اکٹھی ہو رہی تھی۔ یہ سنگت صرف ہری پورہ کی ہی نہیں تھی بلکہ قرب وجوار کے دیہاتوں کے لوگ بھی اس میں جمع ہو رہے تھے۔ وجہ یہ کہ آج سنکرانت تھی۔"(۱۳)

> "گاؤں کی آبادی دو حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک تو خواص اور دوسرے عوام۔ خواص میں نمبردار پٹواری، ساہوکار اور ان کے مصاحبین شامل تھے اور باقی لوگوں کو عوام میں شامل کیا جا سکتا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ موٹی آسامیاں اپنے فالتو وقت کا زیادہ دھرم شالہ میں کاٹتی تھیں۔ حقہ پیتے، گپ لڑاتے یا چوسر کھیلتے، اس جگہ کو باغیچی کہا جاتا تھا۔"(۱۴)

> "ایک روز رنگین پایوں والے پلنگ پر بچھے ہوئے چار خانے کے کھیس پر میاں دل محمد نیم دراز تھے، اور اس قسم کے دوسرے پلنگ پر پشورا سنگھ اور اس کا بیٹا صورت سنگھ بیٹھے تھے۔ یہ

پشوارے کی بیٹھک کا ماحول تھا۔ مسلمانوں کا گروہ الگ اپنا حقہ سنبھالے بیٹھا تھا،اور ہندو اپنے حقے کو الگ لیے بیٹھے تھے۔ سکھ ان دونوں کے دھویں سے ذرا بچ کر بیٹھے تھے۔"[۱۵]

بلونت سنگھ نے سماجی فعالیت میں انسانی ربط وارتباط کے لیے معیشت کو تیسرا اہم معاشرتی ادارہ شمار کیا ہے۔ معاشرے میں اس سماجی ادارے کے اہم وظائف میں پیداوار، انسانی پیشے، ذرائع پیداوار اور تقسیم دولت شامل ہے۔ اس کی مدد سے تمام افراد آپس میں اشتراک واجتماع پیدا کرتے ہیں۔ انسانی ضروریات ہی تمام افراد کو ایک لڑی میں پروتی ہیں۔ اس ضمن میں ریما بھاٹیا لکھتے ہیں۔

"The economy is the social institution that organizes a society's production, distribution and consumption of goods and services".[۱۶]

"معیشت ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جو معاشرے میں پیداوار، تقسیم اور اشیاء و خدمات کا خرچ بیان ہے۔" بلونت سنگھ نے اپنے ناولوں میں پیداوار اور پیدائش دولت کو مختلف پیشوں کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ان کے ناول "چک پیراں کا جسا" میں ایک پورے گاؤں کی زندگی بیان ہوئی ہے جہاں تمام پیشوں کا امتزاج موجود ہے۔ بگا سنگھ اور جسا سنگھ کا تمام خاندان زراعت سے وابستہ ہے۔ اس کے علاوہ لالہ بالمکند رہیڈ کلرک، بھاگ مل پنساری، ریلوے اور پولیس کا عملہ، شام سنگھ بڑھئی اور زراعت سے منسلک لوگ شامل ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

"بیساکھی کے موقع پر جگہ جگہ منڈیاں لگتی تھیں۔ جہاں اناج کے سودے ہوتے تھے اور مویشی بھی بیچے جاتے تھے۔ بیسیوں دکاندار چادریں تان تان کر اپنی دکانیں بناتے اور اس طرح میلے کی رونق بڑھاتے تھے۔ جس منڈی میں چنن سنگھ اور بگا جایا کرتے تھے، وہاں بہت بڑا میلہ لگتا تھا۔ دور دور تک تنبو تان دیئے جاتے تھے۔ کئی طرح کے کھیل تماشے ہوتے، اور لوگ پنگھوڑوں میں بھی جھول کر مزے لیا کرتے تھے جیسے ویرانے میں ایک نیا نگر بس جایا کرتا تھا۔"[۱۷]

رات چور اور چاند" میں لہنا سنگھ کا پیشہ زمین داری، پالا سنگھ ڈرائیور، نرنجن سنگھ ٹھیکیدار، گھچڑوں تیلی، دینو لوہار، پرتھی پال سنگھ فوجی آفیسر اور بکرام سنگھ فوجی تھا۔ بلونت سنگھ نے سرنی کی شادی میں کئی پیشوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ میلوں ٹھیلوں، تہواروں اور تقریبات میں جہاں پیشوں کا اجتماع سامنے آتا ہے وہاں انسانی جڑت

بھی نمایاں ہے۔ ناول کالے کوس " میں بھی معیشت کا وظائفی پہلو موجود ہے۔ ان میں پشورا سنگھ ذیلدار، دل محمد نمبردار، سراج ڈکیت اور زمین دار، درسا سنگھ ڈاکو، مہندر کور ڈاکٹر، اللہ دتہ ارائیں سبزی فروش اور دیگر پیشوں کا امتزاج موجود ہے۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

"دھول میں اٹی ہوئی جلیبیوں کے تھال سروں پر رکھے خوانچہ فروش ساتھ تھے۔ کچھ لوگ کھانڈ میں بنے ہوئے گٹے، بھنے چنے، بھنی مکی اور چاول کے مرنڈے، بھنگیوں کی تھالیوں سجائے چلے جارہے تھے۔ ان کے علاوہ ہوا میں تیزی سے گھومنے والی رنگ برنگی بھمبیریاں اور مٹی کے کھلونے بیچنے والے بھی ساتھ ساتھ تھے۔"(۱۸)

بلونت سنگھ تعلیم کے سماجی اور وظائفی پہلو کا شعور رکھتے تھے۔ ان کے ناولوں میں غیر ترقی یافتہ پنجاب کی کہانی بیان ہوتی ہے جہاں تعلیم کا کوئی باقاعدہ نظام ہمارے سامنے نہیں آتا۔ سماجی فعالیت میں تعلیم کو ایک اہم سماجی ادارہ تصور کیا جاتا ہے جس کے اہم وظائف میں انسانی جڑت کا اظہار ہے۔ اس ضمن میں ریما بھاٹیا کا خیال ہے۔

"Structural functional theory looks at ways in which formal education supports the smooth operation and stability of society. We look five ways in which this happens.

1. Socialization
2. Cultural Innovation
3. Social Integration
4. Social Placement
5. Latent Functions of Schooling.(۱۹)

"ساختیاتی فعالیت نظریہ سمجھتا ہے کہ رسمی تعلیم معاشرتی استحکام میں کیسے مدد کرتی ہے۔ ہم ان پانچ طریقوں کو دیکھتے ہیں۔

1۔ سماج کاری

2۔ ثقافتی جدت

3۔ سماجی انضمام

4۔ سماجی تعین

5۔ سکول کا پوشیدہ وظائف۔"

ناول رات چور اور چاند" میں تعلیم کو سماجی اشتراک کے طور پر سامنے لایا گیا ہے جہاں پالا سنگھ جب کلکتہ سے واپس اپنے گاؤں آتا ہے تو اپنے ماضی کے جھروکوں میں مدرسے کو کھوجتا ہے۔ وہاں تمام بچوں کے اندر ایک بد دلی کی کیفیت موجود ہونے کے باوجود اجتماع کا رجحان پایا جاتا ہے۔ بلونت سنگھ تعلیم کے ظاہری وظائف بیان کرنے کے بجائے پوشیدہ وظائف latent function بیان کرتے ہیں۔ ایک مثال دیکھیے۔

"ہائے کیا مصیبت تھی وہ پڑھائی بھی۔ لڑکے ہی مدرسے کا فرش دھوئیں، وہی ٹاٹ بچھائیں وہی مدرسے کی کیاریوں میں آبپاشی کریں، امتحان دیں اور وہی مار کھائیں۔۔۔ اور وہ منشی دینا ناتھ کس قدر ظالم شخص تھا۔ کیسی بے حسی کے ساتھ لڑکوں کو مار مار کر آدھ موا کر دیتا تھا۔۔۔ یہ پڑھوانے کی بات پالا سنگھ کو قطعاً پسند نہ آئی۔ وہ پڑھنا لکھنا نکموں کا کام سمجھتا تھا۔"(۲۰)

ناول کالے کوس میں بلونت سنگھ نے صورت سنگھ کی زبانی گاؤں بھر میں ایک مدرسہ کھولنے کا ذکر کیا ہے جس کو وہاں کے لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کا تعلیمی شعور انتہائی معمولی نوعیت کا تھا۔ وہ تعلیم کے بدلے کنواں تالاب اور دھرم شالہ بنوانا پسند کرتے تھے۔ گاؤں میں غیر رسمی تعلیم کی بدولت ہنر مندی کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ ملاحظہ ہو:

"دنیا حیران تھی کہ چار گاؤں کی آبادی چھوڑ کر ڈیڑھ اینٹ کی یہ مسجد الگ کیوں بنائی جا رہی ہے۔ جب کوئی دیہاتی سنتا کہ وہاں مدرسہ کھلے گا: تو کہتا "تو پھر اس مردسے میں اس لونڈے کا باپ ہی پڑھے گا آکر۔ اس سے تو اچھا ہوتا کہ یہ لورداسن دھرم شالہ، تالاب، کنواں یا گرودوارہ ہی بنوا دیتا۔"(۲۱)

بلونت سنگھ نے تعلیم کے وظائفی پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش ضرور کی لیکن دیہی پس منظر میں بات فکری رویوں اور سماجی ضروریات میں گم ہو گئی۔ تالاب، دھرم شالہ، کنواں اور گرودوارہ دراصل دیہی سماج میں ضروریات کی فراہمی کے سامان ہیں جو تعلیم پر بھاری محسوس ہوتے ہیں۔ یہ بات مسلم ہے کہ بلونت سنگھ کی ناول نگاری میں تعلیم کا وظائف بطور سماجی ادارہ کم زور ہے لیکن اس کا ذکر بطور معاشرتی ادارہ موجود ہے۔

بلونت سنگھ نے دیہی سیاست کو پوری فنی مہارت اور وظائفیت کے ساتھ سامنے لایا ہے۔ ان کے ہاں سیاست کی بدولت جہاں داخلی مسائل اور طبقاتی کشمکش اجاگر ہوتی ہے افراد معاشرہ کی اجتماعی حیثیت بھی عیاں ہوتی

ہے۔ گاؤں میں چند افراد کی حیثیت طاقت کی بدولت اہم نوعیت کی ہوتی ہے۔ یہی لوگ جہاں دیگر افراد کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں وہاں ایک جڑت بھی مہیا کرتے ہیں۔

ناول رات چور اور چاند" میں جوالا سنگھ کی باغیچی میں اسی طرح کی محفل جمتی ہے جہاں گاؤں بھر کے حالات وواقعات کے ساتھ اجتماع کی کیفیت سامنے آتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

> "وہ جگہ جسے ڈنگا کے لوگ باغیچی کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ باغیچی گاؤں سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھی۔ اسے گاؤں کا کلب گھر سمجھنا چاہیے۔ گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت لوگ کھاناوانا کھا کر اپنی اپنی چار پائیاں اٹھائے آرام اور تفریح کی غرض سے یہاں آن پہنچتے۔ دوپہر کو ان محفلوں میں بچے، جوان اور بوڑھے اس طرح گھل مل جاتے تھے کہ کسی کو اپنی عمر اور اس کے تقاضے یاد ہی نہ رہتے تھے۔"(۲۲)

ناول چک پیراں کا جسا میں بھی اسی طرح کے اجتماعی مقامات کا ذکر ہے جہاں گاؤں کے بزرگ داخلی معاملات پر گفتگو کرتے تھے۔ ان میں بھاگ مل پنساری کی دکان کا چبوترا جو مرکزی چوک پر واقع تھا اہم ترین تصور ہوتا تھا۔ مثال دیکھیے۔

> "اس کی پنساری کی دکان گاؤں کے بیچوں بیچ تھی۔ دکان کے سامنے گوبر مٹی سے لپا ہوا خوب بڑا چبوترا تھا۔ یہ اصل میں گاؤں کا بڑا چوراہا تھا۔ گاؤں میں ادھر ادھر کو جانے والے ہر ایک فرد کو اس چوراہے سے گزرنا پڑتا تھا۔ یہ بزرگ لوگ چبوترے پر دو تین کھیس بچھائے اطمینان سے بیٹھے رہتے تھے۔"(۲۳)

ناول کالے کوس میں ذیلدار پشورا سنگھ کی بیٹھک اور نمبر دار دل محمد کا دارا تمام گاؤں کے تفریحی اور اجتماعی مقامات تھے۔ ان میں تمام لوگوں کے لیے ہلکی تواضع کے ساتھ گاؤں بھر کے مسائل زیر بحث آتے تھے۔ یہ مقامات امن، بھائی چارے اور یگانگت کی بہترین مثال ہیں۔

> "چار گاؤں میں بیٹھک بازی کے لیے دو مقام تھے۔ ایک تھا نمبر دار میاں دل محمد کا دارا اور دوسرا پشورا سنگھ کی پکی بیٹھک۔ پھلاں میں پشوار سنگھ کی بیٹھک مشہور تھی اور چک ماگھ میں میاں دل محمد کا دارا، پشورا سنگھ اونچے رتبے اور حیثیت کا آدمی تھا وہ ارد گرد کے دیہات کا ذیلدار تھا۔ میاں دل محمد

چک ماگھ کا نمبر دار تھا۔۔۔ وہاں گاؤں کی اہم ہستیوں کی محفل جمتی۔ دنیا بھر کے مسائل پر تبادلہ خیالات کیا جاتا، بحثیں ہوتیں، شور مچتا، قہقہے بلند ہوتے۔"(۲۴)

یوں بلونت سنگھ کی ناول نگاری میں معاشرتی اداروں کا وجود اپنی فعالیتی اہمیت کے ساتھ موجود ہے۔ تمام معاشرتی اجزاء کل یعنی ایک نظام سے منسلک ہو کر استحکام مہیا کرتے ہیں۔ تمام معاشرتی اکائیاں اپنے وظائفی عمل کی بدولت سماجی فعالیت کو مکمل کرتی ہیں۔ ان سماجی اداروں کی وظائفیت کا بیان بلونت سنگھ کو فعالیتی فکر سے گہری آگہی رکھنے والے تخلیق کار کی صورت میں سامنے لاتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جارج رٹزر(George Ritzer)۔انسائیکلوپیڈیا۔آسٹریلیا: بیلک وال پبلشنگ، 2007۔ص158

George Ritzer.Encycloprdia.Austrila:Black Wall Publishing.2007.P158.

۲۔ ایس آر یسی، ڈاکٹر(S Araysi)۔Theoretical Perspective inSociology۔انڈیا: یونیورسٹی آف کالی کٹ۔2011۔ص4۔

S Araysi.Theoretical Perspective in Sociology.India:University Of Calicut.2011.P4.

3۔ غازی علم الدین، پروفیسر۔ میثاق عمرانی۔اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن، 2020۔ص58

GaziIlamdin,Prof.MesakayImrani.Islamabad:National Book Foundation,2020.P58

۴۔ ایضاً۔ص125۔

۵۔ ریما بھاٹیا(Reema Bhatia)۔Sociology۔دہلی: مرنڈا ہاؤس2017۔ص17۔

ReemaBhatia.Sociology.Dehli:Miranda House,2017.P17

۶۔ ڈیوڈ اشلے(David Ashley)۔Sociological Theory۔نئی دہلی: ڈورلنگ کینڈرسلے۔2005۔ص87۔

David Ashley.SociologicalTheory.NewDheli:Dorling Kindersley,2005.P87.

۷۔ جوناتھن ایچ ۔ٹرنر(Jonathan H .Turner)۔Functionalism۔کیلیفورنیا:بنیامین پبلشنگ کمپنی۔ص43۔

Jonathan H.Turner.Functionalism.California:Benjamin Publishing Company.P43

۸۔ ایضاًص267۔

۹۔ بلونت سنگھ۔کالے کوس۔جہلم: بک کارنر۔2020۔ص163۔

BalwantSingh.KalayKos,Jhelum :Book Corner.2020.P163.

۱۰۔ بلونت سنگھ۔رات چوراور چاند۔جہلم: بک کارنر۔2020ص39۔

BalwantSingh.Raat,ChoraurChaand.Jhelum:Book Corner,2020.P39

۱۱۔ ریمابھاٹیا(Rema Bhatia)Sociology۔ دہلی: مرنڈاہاؤس۔2017۔ص560۔

۱۲۔ ویلم ایچ، سواٹس(William H Swatos)۔Sociology of Religion۔نیویارک:رومن اینڈلٹل فیلڈ پبلشرز۔ص39۔

William H Swatos.Sociology of Religion.NewYork :Rowmwn And LittleField Publishers.P39.

۱۳۔ بلونت سنگھ۔چک پیراں کا جسا۔جہلم: بک کارنر،2019۔ص14۔

BalwantSingh.ChakPiranKaJassa.Jhelum :Book Corner ,2019.P14

۱۴۔ بلونت سنگھ۔رات چوراور چاند۔جہلم: بک کارنر،2020۔ص18۔

BalwantSingh.Raat,ChoraurChaand.Jhelum:Book Corner,2020.P18

۱۵۔ بلونت سنگھ۔کالے کوس۔جہلم: بک کارنر،2020۔ص36۔

BalwantSingh.KalayKos,Jhelum :Book Corner.2020.P36

۱۶۔ ریمابھاٹیا۔Sociology۔دہلی: مرنڈاہاؤس۔ص498۔

۱۷۔ بلونت سنگھ۔چک پیراں کا جسا۔جہلم: بک کارنر۔2019۔ص173۔

BalwantSingh.ChakPiranKaJassa.Jhelum :Book Corner ,2019.P173

۱۸۔ بلونت سنگھ۔کالے کوس۔جہلم: بک کارنر۔2020۔ص31۔

BalwantSingh.KalayKos,Jhelum :Book Corner.2020.P31

۱۹۔ ریمابھاٹیا۔Sociology۔دہلی:مرنڈاہاؤس۔ص620۔

۲۰۔ بلونت سنگھ۔رات چوراور چاند۔جہلم:بک کارنر،2020ص17۔

BalwantSingh.Raat,ChoraurChaand.Jhelum:Book Corner,2020.P17

۲۱۔ بلونت سنگھ۔کالے کوس۔جہلم:بک کارنر۔2020۔ص46

Balwant Singh.KalayKos,Jhelum :Book Corner.2020.P46.

۲۲۔ بلونت سنگھ۔رات چوراور چاند۔جہلم:بک کارنر۔2020۔ص70۔

BalwantSingh.Raat,ChoraurChaand.Jhelum:Book Corner,2020.P70.

۲۳۔ ۔بلونت سنگھ۔چک پیراں کا جسا۔جہلم:بک کارنر۔2019۔ص45۔

BalwantSingh.ChakPiranKaJassa.Jhelum :Book Corner ,2019.P45

۲۴۔ بلونت سنگھ۔کالے کوس۔جہلم:بک کارنر،2020۔ص34۔

P34..BalwantSingh.KalayKos,Jhelum :Book Corner.2020